فہمِ قرآن میں شانِ نزول کی اہمیت

نعیم احمد خان

فہمِ قرآن سے مراد ہے قرآن مجید کی آیات کا معنی و مفہوم معلوم کرنا اور یہ جاننا کہ اُن میں کن مسائل و معارف کے بیان پر توجہ مرکوز ہے' تا کہ اس ہدایت نامہ کامل سے صراطِ مستقیم کی راہنمائی حاصل ہو۔ گویا:

''فہمِ قرآن سے غرض یہ ہے کہ انسان مجتہدانہ طور سے احکام کا استنباط کر سکے' قرآن کی کسی آیت کو پڑھ کر اس کے واقعی اور حقیقی مفہوم کو متعین کر سکے' اس کے معیارِ بلاغت کو دریافت کر کے یہ سمجھ سکے کہ یہاں کلام کا مقتضائے حال کیا ہے اور کس چیز پر زور دینا منظور ہے''۔[1]

جبکہ شانِ نزول سے مراد ہے وہ صورتِ حال جس میں قرآن کی کوئی آیت (یا آیات) نازل ہوئی۔ امام سیوطی کے مطابق سبب نزول اُس واقعے کو کہتے ہیں جس کے ظہور و وقوع کے ایام میں کوئی آیت نازل ہوئی۔[2] دوسرے لفظوں میں آیاتِ قرآنیہ کے نازل ہونے کا پس منظر یعنی وہ جن حالات و ضروریات کے تحت نازل ہوئیں' شانِ نزول ہے۔ چنانچہ جن اسباب و وجوہات سے رحمتِ خداوندی نزولِ آیات کا باعث ہوئی' اس پورے پس منظر' ماحول اور صورتِ حال کو معلوم کرنا شانِ نزول کی معرفت ہے۔ تاہم یہ بھی قابل ذکر ہے کہ:

''شانِ نزول سے مراد کوئی خاص واقعہ نہیں ہوتا' بلکہ اس سے وہ حالت اور کیفیت مراد ہوتی ہے جس میں کوئی آیت نازل ہوئی۔ لہٰذا شانِ نزول کے سلسلہ میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں ان سے مراد کوئی مخصوص واقعہ نہیں ہوتا' بلکہ لوگوں کی حالت و کیفیت مقصود ہوتی ہے جس کے تحت وہ کلام نازل ہوا''۔[3]

شانِ نزول اور فہمِ قرآن

شانِ نزول سے واقفیت کا فہمِ قرآن سے گہرا تعلق ہے۔ قرآن مجید جزیرہ نمائے عرب

com

© rasailojaraid.com

کے خاص علاقہ میں تدریجاً اور حسبِ ضرورت لگ بھگ تیئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کی آیاتِ مبارکہ کے معانی و مفاہیم کے فہم کے لیے اس ماحول سے واقفیت ضروری ہے جس میں یہ نازل ہوا۔ خاص طور پر بہت سی آیات مخصوص حالات و واقعات کے تحت نازل ہوئیں۔ نزولِ آیات کے اس سارے پس منظر کو جانے بغیر ایسی آیات کا حقیقی مفہوم متعین کرنا دشوار ہے۔

فہمِ قرآن میں شانِ نزول کی اہمیت کے حوالے سے آیاتِ قرآنیہ کی تین اقسام کی جا سکتی ہیں۔ اوّل وہ آیات جن کا شانِ نزول جانے بغیر مفہوم متعین نہیں ہو سکتا' دوسری وہ آیات جن کا پس منظر جانے بغیر بھی مفہوم سمجھا جا سکتا ہے' لیکن معرفت سببِ نزول سے مفہوم کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے اور تیسری وہ آیات جو بالکل عام ہیں اور مفہوم سمجھنے کے لیے پس منظر کی واقفیت سے بے نیاز ہیں۔ [۴] ان تینوں میں سے قسمِ اوّل سے متعلق آیات کا مفہوم معلوم کرنا شانِ نزول سے آگاہی کے بغیر ممکن نہیں اور قسمِ ثانی کی بہتر تفہیم کا تقاضا ہے کہ ان کا واقعاتی پس منظر معلوم ہو۔

کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کس خاص پس منظر یا وجوہ سے نازل ہوئیں' یہ جانے بغیر اُن کی بہتر تفہیم ممکن نہیں۔ بقول ابنِ تیمیہؒ "سببِ نزول کا علم آیت کے سمجھنے میں مدد دیتا ہے' کیونکہ سبب معلوم ہو جانے سے مسبب بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ [۵] اور یوں مفہوم کی تعیین و اطلاق آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فہم قرآن کے لیے اسبابِ نزول سے آگاہی بہت اہم ہے اور اس کی اہمیت کے کئی پہلو ہیں۔

قرآن مجید کی بہت سی آیات کے بظاہر عام مفاہیم کی شانِ نزول کی روشنی میں تخصیص ہو جاتی ہے اور ان میں پایا جانے والا اشکال دور ہو جاتا ہے۔ ایسی آیات کا شانِ نزول جانے بغیر مفہوم متعین کرنا دشواری اور صعوبت کے ساتھ ساتھ غلطی کے امکان سے بھی خالی نہیں ہے۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ﴾ (آل عمران:۱۸۸)

''آپ ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ یہ (کفار) جو اپنے کرتوتوں پر اتراتے ہیں اور ناکردہ کارناموں پر تعریف چاہتے ہیں' کہ یہ عذاب سے بچ نکلیں گے۔''

© rasailojaraid.com

سورۂ آل عمران کی اس آیت مبارکہ سے بظاہر مستفاد ہوتا ہے کہ اچھے کاموں پر خوشی کا اظہار بھی عذاب کا باعث ہو سکتا ہے۔ تاہم شانِ نزول سے اس اشکال کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مروان بن حکم کا ایسا ہی اشکال یہ کہہ کر دور کیا تھا کہ ''تمہیں اس آیت سے کیا سروکار؟ واقعہ یوں تھا کہ آنحضور ﷺ نے یہود کو بلا کر ایک بات پوچھی' انہوں نے اصل بات چھپا کر غلط جواب دیا' گویا انہوں نے ایک جھوٹ بات بتلا کر اس پر آنحضور ﷺ سے داد چاہی اور اصل بات کے چھپانے پر خوشی کا اظہار کیا''۔ (٦) تب یہ آیات نازل ہوئیں۔ چنانچہ شانِ نزول کی معرفت سے معلوم ہوا کہ سچ چھپا کر جھوٹ کے اظہار پر خوشی منانا باعث عذاب ہو سکتا ہے نہ کہ محض اچھے اعمال پر خوش ہونا۔

شانِ نزول سے عدم واقفیت کے باعث آیاتِ قرآن کے ایسے مفاہیم بھی اخذ ہو سکتے ہیں جو احکام و مصالح شرعیہ کے بالکل خلاف ہوں۔ مثلاً سورۃ المائدۃ کی اس آیتِ مبارکہ:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے' انہوں نے جو کچھ کھا لیا اس میں قباحت نہیں جب وہ آئندہ بچتے رہیں اور ایمان و عمل صالح پر قائم رہیں' پھر بچتے رہیں اور ایمان پر رہیں' پھر تقویٰ اختیار کریں اور احسان کے درجہ پر ہوں' اور اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

کا بظاہر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اہل ایمان و تقویٰ کے لیے کھانے پینے کی کوئی قیود نہیں' لیکن یہ مفہوم خلافِ شرع ہے۔ اس لیے کہ شریعت نے حلال و حرام کی حدود و قیود مقرر کر دی ہیں' ان سے کسی کو مفر نہیں۔ یہاں شانِ نزول کے ذریعے اس آیتِ مبارکہ کا ایسا مفہوم متعین ہو سکتا ہے جو خلافِ شرع نہ ہو۔ قطعی حرمت خمر کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت فرمایا تھا کہ قبل حرمت متوفیان کا کیا حال ہے؟ اس پر یہ آیات اتریں۔ (٧)

اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ حرمتِ خمر سے قبل وفات پا جانے والے اہل ایمان کا حال ہے نہ کہ عام حکم۔ اس لیے آیات مذکورہ کو بنیاد بنا کر حلت و حرمت کی حدود کو پامال نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید میں احکامِ شرعیہ بابت اصول و کلیات کا بیان ہے' جن سے جزوی احکام

.com

© rasailojaraid.com

مستنبط کیے جاتے ہیں۔ اور چونکہ شانِ نزول کی معرفت سے کسی آیت کے نزول کی حالت و کیفیت معلوم ہوتی ہے اس لیے موجودہ مسائل کے جوابات اخذ کرنے میں یہ پہچان بہت مفید ہوتی ہے۔ ڈاکٹر عرفان خالد لکھتے ہیں:

''شانِ نزول کا یہ فائدہ ہے کہ اصول وکلیات سے جو مطلوب ومقصود ہو وہ واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے اور یوں استدلال واستنباطِ احکام میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ حالات ومواقع کی مناسبت سے اصول وقواعد منطبق کرنے میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔''(۸)

فہمِ قرآن میں معرفتِ شانِ نزول کی اہمیت کے پیشِ نظر علماءِ اُمت نے تفسیرِ قرآن کے بیان میں اس فن سے واقفیت ضروری قرار دی ہے' بلکہ بعض علماء محققین نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جو شخص اسبابِ نزول سے نابلد ہو اُس کے لیے قرآن کی تفسیر بیان کرنا جائز نہیں۔(۹)

اسباب النزول کے مصنف واحدی نے لکھا ہے کہ جب تک کسی آیت کا واقعہ متعلقہ اور اس کا سبب نزول معلوم نہ ہو اس آیت کی تفسیر معلوم نہیں ہو سکتی۔(۱۰) اور ڈاکٹر صبحی صالح کا کہنا ہے کہ اگر آیت کا واقعہ متعلقہ معلوم ہو اور ان اسباب تک رسائی ہو جو اُس کے نزول کا باعث ہوئے تو اس سے یقیناً اس آیت کا مطلب سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور اس کی تاویل' راجح اور صحیح ترین تفسیر کا علم ہو جاتا ہے۔(۱۱)

معرفت شانِ نزول کے بغیر آیاتِ قرآن سے متفق علیہ اور مجمع علیہ احکامِ شرعیہ کے خلاف معنی مفہوم ہونے کی ایک مثال نماز میں قبلہ رو ہونے کے بارے میں سورۃ البقرۃ کی درج ذیل آیت بھی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾﴾ (البقرۃ)

''اور مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں' اس لیے تم جس سمت میں بھی رُخ کرو وہیں اللہ موجود ہے۔ بلاشبہ اللہ بڑی وسعت والا (اور) بہت علم رکھنے والا ہے۔''

بظاہر اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جس طرف بھی رُخ کر لیا جائے کوئی حرج نہیں' حالانکہ شرعاً ایسا نہیں ہے۔ دراصل ایک رات میں کسی جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب نماز ادا کرنے لگے تو قبلہ کا صحیح ومتفقہ رُخ متعین نہ ہو سکا۔ چنانچہ ہر کسی نے اپنے اجتہاد سے جدھر قبلہ جانا اُدھر رُخ کر کے نماز ادا کی۔ اب یہ امر باعث تشویش ہوا کہ صحیح سمت قبلہ رو نہ ہونے والوں کا کیا حال ہوا۔ اس پر یہ آیات نازل

© rasailojaraid.com

ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز قبول فرمالی۔ [۱۲]

معلوم ہوا یہ عمومی حکم نہیں بلکہ خاص مجبوری کی صورت میں یہ رخصت حاصل ہو سکتی ہے' جبکہ پوری کوشش کے باوجود بھی صحیح رُخ متعین نہ ہو سکتا ہو۔

وسعت شانِ نزول

تعلیماتِ قرآن کی بہتر تفہیم اور تعیین معنی میں شانِ نزول کی بے حد اہمیت ہے' لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ ہر آیت کا شانِ نزول معلوم کر لینا ضروری ہو' اور صرف اسی پر تفہیم آیت کا مدار ہو۔ قرآن مجید کا ایک معتد بہ حصہ شانِ نزول کی تعیین کا مرہون منت نہیں۔ چنانچہ ہر آیت کو شانِ نزول کا محتاج سمجھنا یا ہر آیت کے ساتھ کسی نہ کسی واقعہ کو بطور شانِ نزول منسلک کرنے کی سعی' جیسا کہ بعض مفسرین کیا کرتے ہیں' ضروری نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ مفسرین کے اس عمومی رجحان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عموماً مختلف آیات کی شرح کے ضمن میں کوئی واقعہ بیان کرنے کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ''نزلت فی کذا'' یا ''فانزل اللّٰہ تعالٰی قولہ'' ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں' جن سے اس واقعہ کا شانِ نزول ہونا مفہوم ہوتا ہے' حالانکہ صورتِ واقعہ اس سے مختلف ہے:

> **بل ربما یذکرون بعض ما صدقت علیہ الآیۃ مما کان فی زمنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم او بعدہٗ ویقولون نزلت فی کذا** [۱۳]
>
> ''صحابہ کرامؓ تو عہد نبوی ﷺ یا بعد کے کسی واقعے پر اس آیت کا انطباق کرتے ہیں' مگر متاخرین اسے شانِ نزول جان کر اس آیت کے ساتھ متعلق کر دیتے ہیں''۔

بدرالدین زرکشیؒ نے لکھا ہے کہ صحابہ وتابعین کی عادت ہے کہ جب وہ **نزلت ھذہ الآیۃ فی کذا** کے الفاظ کہتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ آیت فلاں حکم کو شامل ہے' یہ مطلب نہیں کہ یہ واقعہ اس آیت کا شانِ نزول ہے۔ [۱٤] اس لیے اس اصطلاح کا مفہوم لازمی طور پر شانِ نزول ہونا مراد نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر ''**سبب نزول ھذہ الآیۃ کذا**'' یا ''**حدث کذا**'' اور ''**سئل علیہ السلام عن کذا فانزلت الآیۃ کذا**'' ایسے الفاظ مذکور ہوں تو شانِ نزول مفہوم ہوگا۔ [۱۵]

قرآن مجید کی تفسیر کے ضمن میں خاص طور پر انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات میں عموماً مفسرین تفصیلی قصے بیان کرتے ہیں۔ مفسرین کے اس عمومی رجحان پر تبصرہ کرتے ہوئے

© rasailojaraid.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

''احادیث میں انبیاء سابقین علیہم السلام کے قصص بہت ہی کم بیان ہوئے ہیں۔ اس لیے بہت قلیل کے سوا اکثر و بیشتر احوال و واقعات علماء اہل کتاب سے منقول ہوتے ہیں۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ:

((لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ))(۱۶)

''تم نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ ہی انہیں جھٹلاؤ''۔

اس لیے چونکہ ہمیں ایسے قصص کی تصدیق یا تکذیب سے دور رہنے کی ہدایت ہے تو تفسیر قرآن کے ضمن میں ایسے تکلفات' کہ ان سے طویل قصے نقل کیے جائیں' ضروری نہیں''۔(۱۷)

ایک طرف شانِ نزول کی اہمیت مسلّم ہے اور دوسری جانب ہر آیت کو کسی واقعے سے بطور شانِ نزول منسلک کرنا بھی فائدے سے خالی' تو پھر وہ کیا پیمانہ ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ کہاں شانِ نزول کی کھوج ضروری ہے اور کہاں بے فائدہ؟

صبحی صالح کہتے ہیں کہ عذاب و ثواب' احوالِ قیامت' مستقبل کے واقعاتِ غیبی' واقعاتِ ماضی اور انبیاء و امم سابقہ سے متعلق آیات کے مفاہیم کی تعیین شانِ نزول سے مشروط نہیں ہے' اس لیے کہ یہ کسی سوال یا حادثہ کے بغیر نازل ہوئیں اور اپنے سیاق و سباق سے مربوط ہیں۔(۱۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''مفسر کے لیے صرف دو چیزوں کا علم ضروری ہے۔ ایک تو وہ واقعات جن کی طرف آیاتِ قرآن میں اشارہ دیا گیا ہو' کیونکہ ان آیات کا صحیح مفہوم سمجھنا بغیر ان واقعات کے علم کے ناممکن ہے۔ دوسرے وہ واقعات جن کی وجہ سے کسی عام حکم میں کسی طرح کی تخصیص ہوئی ہو' یا جو آیات کے مفہوم میں تبدیلی کر دیتے ہوں' اور انہیں ظاہر مفہوم سے کسی اور طرف موڑ دیتے ہوں۔ کیونکہ ان واقعات کے علم کے بغیر بھی آیات کا صحیح مفہوم اور مقصد متعین کرنا ناممکن ہے''۔(۱۹)

گویا ایسی آیات جن میں کسی واقعے کی جانب اشارہ ہو یا ایسی آیات جن کا مفہوم شانِ نزول کی معرفت سے ہی متعین ہو' یعنی ان میں بیان حکم کے عموم میں خصوص یا تبدیلی حکم بوجہ شانِ نزول معلوم ہو' کے علاوہ باقی امور میں شانِ نزول کی کھوج مفسر کے لیے ضروری نہیں۔ اگرچہ شانِ نزول سے اس حالت و کیفیت کا علم ہو جاتا ہے جس میں کوئی آیت نازل ہوئی'

© rasailojaraid.com

تاہم بقول ڈاکٹر عرفان خالد یہ یاد رکھنا چاہیے کہ:

''واقعات کی دلالت و رہنمائی اس حد تک معتبر سمجھی جائے گی جس حد تک ان کی تائید قرآنِ مجید کی ان تصریحات سے ہوتی ہو جن کے متعلق یہ واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ اگر ان واقعات سے یہ صراحت ملتی ہو کہ یہ واقعات قرآن مجید کی آیات کے الفاظ و معانی کے برعکس دلالت کرتے ہیں تو ان واقعات کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی''۔[۲۰]

علماء تفسیر و علوم القرآن کی آراء کی روشنی میں یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آیاتِ قرآن کے صحیح فہم میں معرفت شانِ نزول سے صرفِ نظر ممکن نہیں۔ تاہم یہ بھی فائدہ سے خالی ہے کہ ہر آیت کا شانِ نزول متعین کرنے کی سعی کی جائے' اور پھر عام معنیٔ قرآن کو ایسے واقعات سے خاص کرنے یا اُن میں کسی تخصیصی پہلو کا اضافہ کرنے کی کاوش کی جائے۔ آیاتِ قرآن کے معانی و مفاہیم جاننے کے لیے شانِ نزول کے بیان پر مبنی احادیث و آثار سے آگاہی ناگزیر ہے تو اس بات کا تعین بھی لازم ہے کہ اُن میں سے کون سے آثار کا آیاتِ قرآن سے ناگزیر تعلق ہے اور کون سے آثار ایسے ہیں کہ ان کے بغیر بھی معانی کی تفہیم ممکن ہے۔

حواشی

(۱) اکبر آبادی' سعید احمد' فہم قرآن (لاہور: ادارہ اسلامیات' ۱۹۸۲ء)' ص ۱۷۔

(۲) سیوطی' جلال الدین' الاتقان فی علوم القرآن (لاہور: کتاب العلم' س ن)' بحوالہ ڈاکٹر صبحی صالح' علوم القرآن (فیصل آباد: ملک سنز' ۱۹۹۴ء)' ص ۱۸۵۔

(۳) ڈھلوں' ڈاکٹر عرفان خالد [ودیگر] علم اصول فقہ: ایک تعارف (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی' ۲۰۰۶ء)' ج ۱' ص ۱۸۰۔

(۴) ہاشمی' ڈاکٹر طفیل حسین' اسلام میں تحقیق کے اصول و مبادی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' س ن)' ص ۱۲' ۱۳۔

(۵) ابن تیمیہ' احمد بن عبدالحلیم' مقدمہ اصول تفسیر' مترجم محمد عطاء اللہ حنیف (لاہور: المکتبۃ السلفیۃ' ۱۹۶۳ء)' ص ۳۴۔

(۶) طبری' محمد بن جریر' جامع البیان فی تاویل القرآن (مؤسسۃ الرسالۃ' ۲۰۰۰ء)' ج ۷' ص ۴۷۰۔

(۷) طبری' جامع البیان فی تاویل القرآن' ج ۱۰' ص ۵۷۶۔

(۸) ڈھلوں' ڈاکٹر عرفان خالد' علم اصول فقہ: ایک تعارف' ج ۱' ص ۱۸۰۔

(۹) صبحی صالح' علوم القرآن' ص ۱۸۶۔

(باقی صفحہ 80 پر)